خطبہ جمعہ

بعنوان

سیرت النبی کی روشنی میں کردار سازی

سلسلۃ منبر الحکمۃ

170

بتاریخ: 08 نومبر 2019

بمطابق: ١٠ ربیع الأول ١٤٤١ھج

بہ اہتمام

الحکمۃ انٹرنیشنل

5D1 ٹاؤن شپ، مادرِ ملت روڈ، نزد پائپ سٹاپ، لاہور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ، أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ﴾ [الأحزاب: 21]

''یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ (ﷺ کی ذات وحیات) میں بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے۔''

ولادتِ رسول کا مہینہ ہے۔ ہر طرف خوشی اور شادمانی کا عالم ہے۔ یقیناً ہمیں اس خوشی کا اظہار کرنا بھی چاہیے، کیونکہ سرکارِ دو عالم ﷺ ہی کی آمد سے جہالت کے اندھیرے چھٹے، ہدایت کی روشنی پھیلی، انسان کو انسانیت نصیب ہوئی، ظلم کے سلسل ختم ہوئے، مظلوموں اور مجبوروں کو ان کے حقوق ملے، بے آسرا اور بے نواؤں کی دادرسی ہوئی اور سب سے بڑی بات یہ کہ آپ ﷺ کے واسطے سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی دولت بخشی اور اُمت محمدیہ میں شامل فرمایا۔ یقیناً یہ ایسا عظیم احسان ہے کہ جس کا بدلہ دیا جانا کسی طور بھی ممکن نہیں ہے، البتہ اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی مرضی کے مطابق ڈھال لینا ہی اس احسان کی قدر شناسی ہے۔

رسولِ کریم ﷺ کی ذاتِ کریمی ایسی ہے کہ جو جملہ خصائل وفضائل کی حامل ہے۔ ہر اچھی خوبی اور صفت آپ میں پائی جاتی ہے جبکہ کسی بھی خامی اور نقص کا نام ونشان بھی آپ میں دکھائی نہیں دیتا۔ آپ صورتِ ظاہری میں بھی بے مثال ہیں اور سیرتِ باطنی میں بھی بے نظیر۔ اگر ہم میں سے کسی شخص میں کوئی ایک خوبی پائی جاتی ہو تو وہ پھولے نہیں سماتا اور خود

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کو دوسروں سے ممتاز اور بالا سمجھنے لگتا ہے، جبکہ رسولِ کریم ﷺ میں تو یہ تمام خصائل حمیدہ جمع تھے......نبوت ورسالت، خُلّت ومحبت، اللہ کے منتخب اور چنیدہ بندے، معراج کا اعزاز، اللہ کی قربت، شفاعت، فضیلت، وسیلہ، مقام محمود، احمر واَسود کی طرف بعثت، ختم نبوت، انبیاء کی امامت، روزِ قیامت تمام انبیاء اور اُمتوں کی موجودگی میں اللہ کے ہاں سفارش، تمام بنی آدم کی سرداری، رحمت للعالمین، حوضِ کوثر، اتمامِ نعمت، اگلے پچھلے سب گناہ معاف، شرح صدر، رِفعتِ ذکر، غلبہ و مدد، ملائکہ سے تائید، بے شمار معجزات کا ظہور اور کتاب و حکمت؛ سبع مثانی اور قرآنِ کریم کا تحفہ، اللہ اور فرشتوں کی طرف سے صلاۃ وسلام پانے کا شرف......لیکن اس سب کے باوجود آپ انتہائی متواضع اور منکسر شخصیت تھے۔

ایسی عظیم اور بے مثال ہستی کی ولادت کی خوشی منانے کا حق کیا صرف جھنڈیاں لگا لینے، چراغاں کر لینے اور گلیاں بازار سجا لینے سے ادا ہو جاتا ہے؟ کیا نبی کریم ﷺ سے محبت کا تقاضا صرف اتنا سا ہی ہے؟ کیا ایسا کر لینے سے آپ ﷺ کے ہم پر عائد حقوق ادا ہو جاتے ہیں؟ ہرگز نہیں!! نہ تو خوشی منانے کی یہ صورت ہم سے مطلوب ہے اور نہ ہی یہ نبی ﷺ سے محبت کا حقیقی اظہار ہے۔ بلکہ اللہ کے ہاں حقیقی خوشی اور محبت یہ ہے کہ ہم اپنی ذات کو، اپنے کردار کو، اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو، اپنے گھر کو اور اپنے معاشرے کو رسول کریم ﷺ کے بتائے ہوئے اصولوں میں ڈھال لیں۔ اپنے کردار کو ویسا ہی بنا لیں جیسا محبوبِ خدا ﷺ کو پسند ہے۔ اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یقین کیجیے:

❀......آپ نبی کریم ﷺ کے حوضِ کوثر سے جام پینے کے حق دار ٹھہریں گے

❀......آپ کو نبی ﷺ کی شفاعت بھی نصیب ہو جائے گی

❀......اور یقیناً آپ نبی ﷺ کی رفاقت بھی پا لیں گے، کیونکہ آپ ﷺ کا ہی ارشادِ گرامی ہے کہ:

((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ))

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

''آدمی (روزِ قیامت) اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہوگی۔''

صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب علامة حب الله عز وجل، ح: 6168۔
صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب المرء مع من أحب، ح: 2640

① نماز کا اہتمام کیجیے:

اقرارِ توحید و رسالت کے بعد اسلام کا سب سے بنیادی رُکن نماز ہے۔ اس کی ادائیگی میں بلاعذر کوتاہی کبیرہ گناہ ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اسی بات سے لگایئے کہ اسے مسلمان اور کافر کے درمیان وجہِ امتیاز قرار دیا گیا ہے۔ نیز روزِ قیامت سب سے پہلے اسی کا حساب لیا جائے گا۔ نبی مکرم ﷺ نے اپنے اُمتیوں کو نہ صرف اس کی سخت تاکید فرمائی ہے بلکہ خود بھی شدید اہتمام کیا ہے۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسولِ کریم ﷺ کی طبیعت کافی ناساز تھی تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی۔ نبی ﷺ نے حکم فرمایا:

((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ))

''ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔''

چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے لگ گئے۔ جب آپ نے طبیعت میں کچھ افاقہ محسوس کیا تو آپ اُٹھے اور دو آدمیوں کا سہارا لے کر نماز کی طرف چل دیے۔ شدتِ نقاہت کی وجہ سے آپ کے پاؤں مبارک زمین پر گھسٹ رہے تھے۔ جب آپ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کے قدموں کی آہٹ سنی تو پیچھے ہٹنا چاہا لیکن رسول اللہ ﷺ نے اشارہ کیا تو وہیں کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ ان کے بائیں جانب بیٹھ گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور نبی ﷺ بیٹھ کر۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں۔

صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب الرجل یأتم بالإمام ویأتم الناس بالمأموم، ح: 713

اندازہ کیجیے کہ نبی ﷺ شدید علالت کے باوجود بھی نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں تشریف لائے۔ آپ کی طبیعت اس قدر ناساز تھی کہ ٹھیک سے چلا بھی نہیں جا رہا تھا اور آپ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دو آدمیوں کا سہارا لے کر آ رہے تھے اور آپ کے پاؤں مبارک زمین پر گھسٹ رہے تھے۔

ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ کیا ہم بھی نماز کا اس قدر اہتمام کرتے ہیں؟ اگر کرتے ہیں تو بڑی سعادت کی بات ہے، لیکن اگر نہیں کرتے تو ہمیں سوچنا چاہیے کہ اگر ہم نے نبی ﷺ کا اُسوہ ہی نہیں اپنانا تو پھر آپ کے ساتھ ہماری محبت کا دعویٰ چہ معنی دارد؟

② نبی ﷺ جیسی نماز ادا کیجیے:

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى وَرِمَتْ قَدَمَاهُ، قَالُوا: قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ: ((أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا)).

’’نبی ﷺ نے اس قدر قیام فرمایا کہ آپ کے قدم مبارک سُوجھ گئے۔ صحابہ نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں (پھر اتنا لمبا قیام کیوں؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بن جاؤں؟‘‘

صحيح مسلم، كتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب إكثار الأعمال والاجتهاد في العبادة، ح: 2819

اور سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَفِي صَدْرِهِ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُكَاءِ.

’’میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا، رونے کی وجہ سے آپ کے سینہ مبارک سے یوں آواز آ رہی تھی جیسے ہنڈیا اُبل رہی ہو۔‘‘

[صحيح] مسند أحمد: 16312 ـ صحيح ابن حبان: 753 ـ المستدرك للحاكم: 971

ہماری نمازیں ایسی ہیں کہ دن بھر کے سبھی کام کاج نماز میں سوچنا ہوتے ہیں اور قصداً خیالات میں مگن ہو جاتے ہیں۔ کیا ہم نے سبھی خیالوں سے تعلق توڑ کر اللہ کی عبادت کی؟ کیا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہم نے کبھی لمبے قیام والی نماز پڑھی؟ کیا ہمیں اللہ کے سامنے کھڑے ہوکر کبھی رونا آیا؟ کیا ہم نے کبھی اپنے آپ پر یہ کیفیت طاری کی؟ ایسی نماز کا کیا فائدہ جس میں انسان کی حضورِ قلبی ہی نہ ہو؟! آپ نماز پڑھتے ہوئے یہ سوچا کریں کہ آپ کس ذات کے سامنے کھڑے ہیں؟ وہ ذات اس قدر بلند ہے کہ تمام تر خیالوں سے لاتعلق ہوکر قلب ونگاہ کو صرف اسی کی طرف متوجہ کر کے اس کے دربار میں حاضر ہونا چاہیے، تاکہ اس کی بندگی میں ویسا ہی خشوع اور التفات میسر رہے جیسا رسولِ گرامی ﷺ نے اپنے عمل مبارک سے ہمیں سکھایا ہے۔

③ صدقہ وخیرات میں آپ ﷺ کا طریق:

دنیا سے بے رغبتی، مال ودولت کی محبت سے کوسوں دُور اور فقر وفاقہ سے بھرپور زندگی نبی ﷺ سے بڑھ کر کسی کی بھی نہیں تھی، لیکن اس کے باوجود صدقہ وخیرات کا عالم یہ ہوتا تھا کہ کوئی بھی چیز زائد از ضرورت میسر آجاتی تو اسے راہِ خدا میں دان کردیتے۔ یہی وجہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيرِ.

''رسول اللہ ﷺ خیر کے کاموں میں سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔''

صحيح البخاری، باب بدء الوحي، ح: 6 ۔ صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب كان النبی صلى الله عليه وسلم أجود الناس بالخير من الريح المرسلة، ح: 2308

ولادتِ رسول کے اس مہینے میں آپ ﷺ کے ساتھ اظہارِ محبت کے ساتھ ساتھ سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہم نے کبھی آپ ﷺ کے ایسے مبارک اعمال کو اپنانے کی کوشش کی ہے؟ ہم نے کبھی محتاج ومساکین، ضرورت مندوں، غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کے لیے اپنے مال میں سے کچھ حصہ خرچ کیا ہے؟ ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کبھی ان کو کچھ دیا ہے؟ اگر اس کا جواب 'ہاں' میں ہے تو بڑی خوشی کی بات ہے، اور اگر اس کا جواب 'نہیں' میں ہے تو ہمیں نبی ﷺ کے ساتھ اپنے دعوائے محبت پر نظر ثانی کرنا ہوگی!!

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

④ذکر الٰہی میں نبی ﷺ کا معمول:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهِ.

''نبی ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذِکر کیا کرتے تھے۔''

صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب ذكر الله تعالى فى حال الجنابة وغيرها، ح: 373

ذِکر جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے وہاں انسان کے مسائل و مصائب، امراض و آزمائش، پریشانیوں اور تکلیفوں کا علاج بھی ہے۔ رسولِ گرامی ﷺ نے بے شمار ایسے اذکارِ مسنونہ تعلیم فرمائے ہیں جن کے اہتمام سے انسان ہر مصیبت، مرض، مشکل اور رنج و غم سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ آج کے اس مادی دور میں جہاں ہر طرف گھما گھمی اور مال و دولت کی ہوس نے انسان کو اوندھے منہ گرایا ہوا ہے اور طرح طرح کے مصائب اور پریشانیوں نے گھیر رکھا ہے، وہاں اللہ تعالیٰ نے ان تمام ہموم و غموم سے نجات اور حقیقی قلبی سکون و اطمینان کا نسخہ بھی ہمیں بتلا دیا ہے کہ:

﴿الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ [الرعد: 28]

''جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کے دل اللہ کے ذکر سے ایمان حاصل کرتے ہیں، خبردار! دلوں کا اطمینان اللہ کے ذکر میں ہی ہے۔''

یعنی بے چین، مضطرب اور پریشان حال دِل کو اگر اطمینان اور سکون مل سکتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے مل سکتا ہے۔ یہی مردہ دِلوں کو جلا بخشتا ہے اور انسان کو راحت و آرام اور سکون و اطمینان سے ہمکنار کرتا ہے۔

سوچنے کی بات یہ بھی ہے کہ روحانیت کی سب سے بلند معراج پر فائز ہستی، یعنی نبی کریم ﷺ جب ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہا کرتے تھے، تو پھر ہم جیسے سیاہ کار اور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بداعمال لوگ اس میں کوتاہی کیوں برتتے رہتے ہیں؟ ہم جتنے مسائل میں گھرے ہوئے ہیں ہمیں تو صبح وشام کے اذکار اور خاص مواقع اور اوقات کے اذکار کے علاوہ تکبیر، تسبیح، تحمید اور دیگر اذکار کی تسبیحات کرتے رہنا چاہیے۔ نیز یہ رسولِ کریم ﷺ سے محبت کی دلیل بھی ہوگا کہ ہم اپنے روزمرہ کے معمولات کو آپ ﷺ کی سیرت کے مطابق ڈھالتے ہوئے اذکار کی پابندی کرنے لگ جائیں۔

⑤ استغفار میں نبی ﷺ کا عمل مبارک:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ اِلَيْهِ فِی الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً))

''اللہ کی قسم! میں ایک دن میں ستّر سے زیادہ مرتبہ اللہ تعالیٰ سے استغفار اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔''

صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب استغفار النبی ﷺ فی الیوم واللیة، ح: 6307

وہ ہستی کہ اللہ تعالیٰ نے جن کے اگلے پچھلے اور ظاہری و پوشیدہ تمام گناہ معاف فرما دیے ہیں، ایک دِن میں ستّر سے زیادہ بار استغفار کرتی ہے تو پھر ہم ایسے سیاہ کاروں کو اس کا کس قدر اہتمام کرنا چاہیے؛ جو گناہوں کی دلدل میں سر تک دھنسے ہوئے ہیں۔ ہمارے قصداً کیے ہوئے گناہوں کے علاوہ غیر ارادی طور پر سرزد ہونے والی کوتاہیاں بھی اس قدر ہوتی ہیں کہ ہمیں لازمی طور پر رب تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہنا چاہیے۔

اوّلاً تو یہ دعویٰ کسی کو نہیں ہے کہ وہ گناہوں سے پاک ہے، اس لیے کوئی بھی مسلمان استغفار کے عمل سے مستثنیٰ نہیں۔ ثانیاً یہ صرف گناہوں کے ساتھ ہی متعلق نہیں ہے بلکہ یہ ایک مستقل عبادت ہے، اسی لیے تو نبی کریم ﷺ دن میں ستر بار استغفار فرمایا کرتے تھے، حالانکہ آپ سے کوئی گناہ بھی سرزد نہیں ہوتا تھا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

⑥ مبالغہ آرائی سے اجتناب کیجیے:

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تُطْرُونِی کَمَا أَطْرَتْ النَّصَارَی ابْنَ مَرْیَمَ ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُہُ، فَقُولُوا: عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُہُ))

”مجھے ایسا نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بڑھادیا تھا، میں تو بس اللہ کا بندہ ہوں، سو تم بھی (مجھے) اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہا کرو۔“

صحیح البخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قول الله: ﴿واذکر فی الکتاب مریم إذ انتبذت من أھلھا﴾، ح: 3445

ہمارے بعض بے علم بھائی نبی کریم ﷺ کی شان بیان کرتے ہوئے احتیاط اور اعتدال کا دامن چھوڑ دیتے ہیں اور ایسی مبالغہ آرائی سے کام لینے لگتے ہیں جو بسا اوقات شرک تک پہنچا دیتی ہے۔ ایسی تقریروں اور نعتوں سے گریز کرنا چاہیے جن میں نبی ﷺ کو ایسی صفات سے متصف کر کے بیان کیا گیا ہو جو درحقیقت اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ نبی ﷺ نے ایسی مبالغہ آرائی سے واضح طور پر منع کرتے ہوئے اسے نصاریٰ کا طریقہ قرار دیا ہے۔ لہٰذا محبتِ رسول کا تقاضا یہ بھی ہے کہ آپ کو آپ کے شایانِ شان مقام دیا جائے، مبالغے سے کام لینا آپ کی مدحت اور ستائش میں اضافہ تو نہیں کرتا، البتہ نافرمانی اور توہین کے زُمرے میں آ کر گناہ یا شرک کا باعث ضرور بن جاتا ہے۔

⑦ نبی ﷺ جیسا اخلاق اپنایئے:

زندگی کو خوشگوار بنانے کے بنیادی اصولوں میں خوش اخلاقی کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اچھے اخلاق و کردار سے انسان جہاں اللہ کا مقرب ٹھہرتا ہے وہاں لوگوں کی نظروں میں اچھا رتبہ و مقام اور ان کے دلوں میں اپنے بارے پیار و محبت جاگزیں کرتا ہے۔ جیسے اچھی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

شکل وصورت سے انسان خوبصورت نظر آتا ہے ویسے ہی اچھے اخلاق و کردار سے خوب سیرت بھی لگتا ہے اور عنداللہ وعندالناس محبوب شمار ہونے لگتا ہے۔

ہمیں نبی ﷺ کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے یہ بھی ضرور دیکھنا چاہیے کہ کیا ہمارا اخلاق ویسا ہی ہے جیسا آپ ﷺ کا تھا؟ کیونکہ یہ محبت کا تقاضا ہے کہ ہم اپنا اخلاق و کردار نبی ﷺ کے اخلاق و کردار کے مطابق ہی بنائیں۔ اخلاقیات سنوارنے والا معاملہ اس قدر اہم ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے اپنی بعثت کا ایک مقصد اسی کو قرار دیا ہے۔

جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ))

’’مجھے اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔‘‘

[صحيح] مسند أحمد: 8952

نبی کریم ﷺ کے اخلاقِ کریمانہ کا تذکرہ کرتے ہوئے سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَإِنَّهُ كَانَ يَقُولُ: ((إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحْسَنُكُمْ أَخْلَاقًا))

رسول اللہ ﷺ نہ تو فحش گو تھے اور نہ ہی بدزبان، بلکہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: یقیناً تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اخلاق کے لحاظ سے تم سب سے اچھا ہے۔‘‘

صحيح البخاری، كتاب الأدب، باب حسن الخلق والسخاء وما يكره من البخل، ح: 6035 - صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب كثرة حيائه ﷺ، ح: 2321

سیرتِ رسول کے اس پہلو کی روشنی میں ہمیں اپنے کردار کا جائزہ لینا چاہیے کہ کیا ہم بھی اپنی زبان کو اس طرح جائز استعمال کرتے ہیں کہ اسے گالم گلوچ، بدکلامی اور فحش گوئی سے محفوظ رکھیں۔ ہم میں سے کتنے ہی ایسے لوگ ہیں کہ گالیاں جن کا تکیہ کلام بن چکی ہیں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اور عام گفتگو بھی اس کے بغیر نہیں کرتے۔ ایسے مسلمانوں کے لیے لمحہ فکر ہے کہ وہ رسولِ کریم ﷺ سے محبت کے دعوے کو سچا ثابت کرتے ہیں یا نہیں؟ جس زبان سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت کا دم بھرتے ہیں، اس زبان کو درود و سلام سے معطر ہونا چاہیے، گالی گلوچ اور فحش گوئی سے آلودہ نہیں ہونا چاہیے۔

اور سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ الذِّكْرَ وَيُقِلُّ اللَّغْوَ.

''رسول اللہ ﷺ کثرت سے ذِکر کیا کرتے تھے اور بے فائدہ باتیں نہیں کیا کرتے تھے۔''

[صحيح] سنن النسائی، کتاب الجمعة، باب مایستحب من تقصیر الخطبة، ح: 1414

اسی طرح ابوعبداللہ الجدلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا:

كَيْفَ كَانَ خُلُقُ رَسُولِ اللّٰهِ ؟

''رسول اللہ ﷺ کے اخلاقیات کیسے تھے؟''

تو انہوں نے فرمایا:

كَانَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا، لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا، وَلَا صَخَّابًا بِالْأَسْوَاقِ، وَلَا يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ مِثْلَهَا، وَلٰكِنْ يَعْفُو وَيَصْفَحُ.

''آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے۔ آپ نہ تو فحش گو تھے اور نہ ہی بدزبان۔ نہ آپ بازاروں میں اونچی اونچی آوازیں لگایا کرتے تھے اور نہ ہی برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے بلکہ آپ تو معاف فرما دیا کرتے اور درگزر کیا کرتے تھے۔''

[إسناده صحيح] مسند أحمد: 26032 ۔ سنن الترمذی: 2016

یہ ہر شخص کی عادت اور مزاج بن چکا ہے کہ اگر کسی نے کوئی زیادتی کی ہو تو اس کے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جواب میں اس سے بڑھ کر زیادتی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیم اور سیرتِ مبارکہ تو یہ ہے کہ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دِیا جائے بلکہ معافی اور درگزر سے کام لیا جائے۔کیا ہم آپ ﷺ کی محبت کو سچا ثابت کرنے کے لیے آپ کے اس عمل مبارک کو نہیں اپنا سکتے ؟!

اسی طرح بلند اخلاق کی ایک صورت یہ ہے کہ اپنے دشمنوں کے خلاف بددعا کی بہ جائے ان کے حق میں دعا کی جائے۔جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! قبیلہ دوس نے کفر کیا ہے اور آپ کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے، آپ ان کے خلاف بددعا کر دیجیے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے قبلہ کی طرف رُخ کر لیا اور اپنے ہاتھ اُٹھا لیے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمجھے کہ آپ بددعا فرمانے لگے ہیں اور آپس میں کہنے لگے: قبیلہ دوس تباہ و برباد ہو گیا۔لیکن آپ ﷺ نے یہ دعا فرمادی:

((اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ))

’’اے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت عطا فرما اور انہیں (مسلمان بنا کر) لے آ۔‘‘

صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب الدعاء للمشرکین بالهدی لیتألفهم، ح: 2937 ۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل غفار وأسلم۔۔۔الخ، ح: 2524

ہم بھی اپنے اندر برداشت اور تحمل پیدا کریں اور اپنے دشمنوں کو معاف کر دینے کی عادت اپنائیں۔اندازہ کیجیے کہ رسول اللہ ﷺ دین کے دشمنوں کے خلاف بھی بددعا سے گریز فرمایا کرتے تھے جبکہ ہم ذرا سی ذاتی رنجش پر دوسروں کو بددعائیں دینے لگتے ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔مسلمان کو تو اپنے مسلمان بھائی کے حق میں دعا کا ہی حکم دیا گیا ہے، بددعا کا نہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

⑧ قلب ونگاہ میں حیا پیدا کیجیے:

سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا.

''نبی ﷺ پردہ نشین دوشیزہ سے بھی زیادہ حیادار اور شرمیلے تھے۔''

صحيح البخاری، كتاب المناقب، باب صفة النبی ﷺ، ح: 3562 ۔ صحيح مسلم كتاب الفضائل، باب كثرة حيائه، ح: 2320

نبی ﷺ کے اس عظیم وصف کی روشنی میں ہمیں اپنا جائزہ لینا ہوگا کہ ہم شرم وحیا سے کس قدر متصف ہیں؟ ہماری آنکھوں میں حیا موجود ہے یا نہیں؟ کسی غیر محرم کے سامنے ہماری نگاہیں جھک جاتی ہیں یا نہیں؟ کسی کی بہن بیٹی کو ہم اپنی بہن بیٹی کا درجہ دیتے ہیں یا نہیں؟ یاد رکھیے! حیا کا ہونا ہی وجودِ ایمان اور پاکیزہ کردار کا بنیادی سبب ہے۔ اگر یہ مفقود ہو جائے تو ایمان بھی باقی نہیں رہتا اور کردار بھی پراگندہ ہو جاتا ہے۔ گویا اللہ کے ہاں بھی انسان ناپسندیدہ ہو جاتا ہے اور لوگوں کی نظر میں بھی لائق نفرت۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم رسولِ کریم ﷺ کے ساتھ محبت کے اظہار کو حقیقت اور سچائی کا جامہ پہناتے ہوئے اپنی نظروں میں حیا پیدا کریں اور حیا ہی کے اعمال بجالائیں۔

⑨ امورِ خانہ داری میں نبی ﷺ کا کردار:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي))

''تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہلِ خانہ کے حق میں بہتر ہو، اور میں اپنے اہلِ خانہ کے حق میں بہتر ہوں۔''

[صحيح] سنن الترمذی، أبواب المناقب، باب فضائل أبواج النبي ﷺ، ح: 3895 ۔ سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب حسن معاشرة النساء، ح: 1977

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جناب اسود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے؟ توانہوں نے جواب دیا:

كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ ، قَالَ: تَعْنِي فِي خِدْمَةِ أَهْلِهِ وَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ.

”آپ ﷺ گھر کے کام کاج کیا کرتے تھے، ان کی مراد تھی کہ اپنے اہلِ خانہ کی خدمت میں مصروف رہتے تھے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔“

صحيح البخاری، كتاب الأذان، باب من كان فی حاجة أهله فأقيمت الصلاة فخرج، ح: 676

اور ایک روایت میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان مذکور ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْصِفُ نَعْلَهُ ، وَيَخِيطُ ثَوْبَهُ ، وَيَعْمَلُ فِي بَيْتِهِ كَمَا يَعْمَلُ أَحَدُكُمْ فِي بَيْتِهِ.

”رسول اللہ ﷺ اپنا جوتا گانٹھ لیا کرتے، اپنے کپڑے کو پیوند لگا لیا کرتے اور اپنے گھر میں اسی طرح کام کاج کیا کرتے تھے جس طرح تم اپنے گھر میں کرتے ہو۔“

[صحيح] مسند أحمد: 25341

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

مَا عَابَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ ، إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَإِلَّا تَرَكَهُ.

”رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا، اگر آپ کا جی چاہتا تو کھا لیتے، ورنہ چھوڑ دیتے۔“

صحيح البخاری، كتاب الأطعمة، باب ما عاب النبی ﷺ طعاما، ح: 5409 ۔
صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب لا يعيب الطعام، ح: 2064

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَرْحَمِ النَّاسِ بِالصِّبْيَانِ وَالْعِيَالِ.

''رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے بڑھ کر بچوں اور خاندان والوں پر رحم فرمانے والے تھے۔''

[صحيح] سلسلة الأحاديث الصحيحة: 2089 ۔ صحيح الجامع: 4797

ہمیں نبی کریم ﷺ کے گھریلو زندگی میں کردار کو دیکھ کر اپنا کردار اسی کے مطابق بنانا چاہیے۔ اگر آپ ﷺ گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹاتے تھے، ان کی ضروریات کا خیال رکھتے تھے اور ان سے محبت اور شفقت فرماتے تھے تو پھر ہمارے لیے کیا مانع ہے کہ ہم یہ کام نہیں کر سکتے؟ بلکہ ان سنتوں پر عمل پیرا ہونے والا شخص نبی کریم ﷺ کی نظر میں ''بہترین'' ہونے کا اعزاز پاتا ہے۔

⑩ بیٹیوں کی قدر اور عزت کیجیے:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ إِلَيْهَا ، فَأَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِى مَجْلِسِهِ ، وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ إِلَيْهِ فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ فَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِى مَجْلِسِهَا.

''جب وہ (یعنی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا) نبی ﷺ کے پاس آتیں تو آپ ان کے استقبال میں کھڑے ہو جاتے، ان کا ہاتھ پکڑ کر اسے چومتے اور انہیں اپنی نشست پر بٹھاتے اور جب آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لاتے تو وہ آپ کے استقبال میں کھڑی ہو جاتیں، آپ کا ہاتھ پکڑ کر چومتیں اور آپ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کو اپنی نشست پر بٹھاتیں۔''

[صحیح] سنن أبی داود، کتاب الأدب، باب ما جاء فی القیام، ح: 5217

بیٹیوں کی ولادت پر پریشان نہیں ہونا چاہیے بلکہ انہیں اللہ کی رحمت سمجھ کر خوش ہونا چاہیے۔ نیز ان کی اچھی پرورش کرنی چاہیے، اچھی تعلیم وتربیت کا اہتمام کرنا چاہیے اور ان کے بیاہے جانے کے بعد بھی ان کا خیال رکھنا چاہیے، ان سے محبت کرنی چاہیے اور ان کو عزیز تر از جان رکھنا چاہیے۔ جب بھی وہ میکے آئیں، ان کا بھرپور استقبال کریں، انہیں اپنائیت دیں اور ان کو بہترین نشست پر بٹھا کر عزت بخشیں۔

⑪ چھوٹوں سے پیار اور شفقت کیجیے:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُرُّ بِالْغِلْمَانِ فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِمْ وَيَدْعُو لَهُمْ بِالْبَرَكَةِ.

''رسول اللہ ﷺ بچوں کے پاس سے گزرتے تو انہیں سلام کہتے اور ان کے لیے برکت کی دعا فرماتے۔''

[إسناده صحيح] المعجم الأوسط: 7905 ـ سلسلة الأحاديث الصحيحة: 1276

اسی طرح سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُورُ الْأَنْصَارَ، وَيُسَلِّمُ عَلَى صِبْيَانِهِمْ وَيَمْسَحُ رُؤُوسَهُمْ.

''رسول اللہ ﷺ انصار سے ملنے جایا کرتے تھے، ان کے بچوں کو سلام کہتے اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے۔''

[صحیح] سلسلة الأحاديث الصحيحة: 4947 ـ صحيح الجامع: 4947

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

⑫ بڑے بزرگوں کی خدمت کیجیے:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

إِنْ كَانَتِ الْأَمَةُ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَتَأْخُذُ بِيَدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنْطَلِقُ بِهِ فِي حَاجَتِهَا.

''اگر اہلِ مدینہ میں سے ایک لونڈی بھی رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا کرتی تو آپ اس کی ضرورت پوری کرنے کے لیے اس کے ساتھ بھی چل دیا کرتے تھے۔''

[صحیح] سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب البراءة من الكبر والتواضع، ح: 4177

اسی طرح سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ امْرَأَةً كَانَ فِي عَقْلِهَا شَيْءٌ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً، فَقَالَ: يَا أُمَّ فُلَانٍ انْظُرِي أَيَّ السِّكَكِ شِئْتِ، حَتَّى أَقْضِيَ لَكِ حَاجَتَكِ فَخَلَا مَعَهَا فِي بَعْضِ الطُّرُقِ، حَتَّى فَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِهَا.

''ایک عورت کا ذہنی توازن کچھ خراب تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اُم فلاں! مدینے کی جو مرضی گلی دیکھ لو، میں وہیں تمہاری ضرورت پوری کر دوں گا۔ چنانچہ آپ اس کو ایک راستے میں لے کر الگ بیٹھ گئے اور تب تک بیٹھے رہے جب تک وہ اپنی ضروری بات کہہ کر فارغ نہ ہو گئی۔

صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب قرب النبی علیه السلام من الناس وتبرکهم به، ح: 2326

⑬ محروم لوگوں کی مدد کیجیے:

جب نبی کریم ﷺ پر وحی کا آغاز ہوا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو تسلی دینے کے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

لیے ان اوصافِ حمیدہ کا ذکر فرمایا:

وَاللّٰہِ لَا یُخْزِیكَ اللّٰہُ أَبَدًا ، فَوَاللّٰہِ إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ ، وَتَصْدُقُ الْحَدِیثَ ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ ، وَتَقْرِی الضَّیْفَ ، وَتُعِینُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ.

''اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رُسوا نہیں کرے گا، کیونکہ اللہ کی قسم! آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، ہمیشہ سچی بات کرتے ہیں، آپ کمزو و ناتواں کا بوجھ خود اُٹھا لیتے ہیں، محروم لوگوں کو اشیاء مہیا کرتے ہیں، مہمان کی ضیافت کرتے ہیں اور حق کے راستے میں پیش آنے والی مصیبتوں پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔''

صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب ما ودعك ربك وما قلی، ح: 4953 ۔
صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بدء الوحي إلی رسول اللہ ﷺ، ح: 160

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَا یَأْنَفُ أَنْ یَمْشِیَ مَعَ الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِینِ فَیَقْضِی حَاجَتَهٗ.

آپ ﷺ بیواؤں اور مساکین کے ساتھ جا کر ان کی ضرورت پوری کرنے میں عار اور ناپسندیدگی محسوس نہیں کیا کرتے تھے۔

[صحیح] سنن النسائی، کتاب الجمعة، باب مایستحب من تقصیر الخطبة، ح: 1414

ہم نے کبھی ان امور کو اپنانے کا سوچا؟ کیا ہم نے استطاعت ہوتے ہوئے بھی کبھی کسی محروم شخص کو اس کی ضرورت کی چیز لے کر دی؟ کبھی کسی ناتواں اور کمزور شخص کا آسرا اور معاون بنے ہیں؟ کبھی کسی کا دُکھ درد بانٹا؟ کبھی کسی کی خوشی میں شریک ہوئے یا کسی کے غم کو اپنا غم سمجھ کر اس کا مداوا کیا؟ یقیناً یہی وہ امور ہیں کہ اگر ہم اپنی ذات کو کردار کو ان سے زینت بخشیں تو رسولِ کریم ﷺ سے محبت کا ایک حق ادا ہو جائے گا۔ لیکن اگر ہم استطاعت ہونے کے باوجود ان کی طرف التفات نہیں کرتے، تو پھر عشقِ رسول کے ہمارے زبانی دعوے سب جھوٹے ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

⑭ ناتواں لوگوں کی دادرسی کیجیے:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِيمًا، وَكَانَ لَا يَأْتِيهِ أَحَدٌ إِلَّا وَعَدَهُ وَأَنْجَزَ لَهُ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ، وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَجَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ فَأَخَذَ بِثَوْبِهِ، فَقَالَ: إِنَّمَا بَقِيَ مِنْ حَاجَتِي يَسِيرَةٌ وَأَخَافُ أَنْسَاهَا، فَقَامَ مَعَهُ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ فَصَلّٰى.

''رسول اللہ ﷺ بہت رحم دِل تھے اور آپ جب بھی کسی کو کوئی چیز دینے کا وعدہ فرماتے تو اگر وہ چیز آپ کے پاس ہوتی تو اپنا وعدہ ضرور پورا کرتے تھے۔ ایک بار نماز کی اقامت کہہ دی گئی تھی اور ایک بدوی نے آکر آپ کا کپڑا پکڑ لیا اور کہا: میرا ایک ذرا سا کام رہ گیا ہے، مجھے ڈر ہے کہ کہیں اسے بھول نہ جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ اس کے ساتھ چلے گئے، اس کی ضرورت پوری کی اور پھر آکر نماز پڑھی۔

[حسن] الأدب المفرد للبخاری: 278

سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي ضُعَفَاءَ الْمُسْلِمِينَ، وَيَزُورُهُمْ، وَيَعُودُ مَرْضَاهُمْ، وَيَشْهَدُ جَنَائِزَهُمْ.

''رسول اللہ ﷺ کمزور لوگوں کے پاس جا کر ملاقات کیا کرتے تھے، ان کے بیماروں کی عیادت فرمایا کرتے تھے اور ان کے جنازوں میں شرکت کیا کرتے تھے۔''

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

[صحیح] سلسلة الأحاديث الصحيحة: 2112 ـ صحيح الجامع: 4877

اسی طرح سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيرِ فَيُزْجِي الضَّعِيفَ وَيُرْدِفُ وَيَدْعُو لَهُمْ.

''رسول اللہ ﷺ سفر میں لوگوں سے پیچھے رہا کرتے تھے۔ کمزور لوگوں کی سواری ہانک لے جاتے، انہیں اپنے پیچھے بٹھا لیتے اور ان کے لیے دعا فرماتے۔''

[صحیح] سنن أبی داود، كتاب الجهاد، باب فی لزوم الساقة، ح: 2639

آپ بھی کمزور، ناتواں اور بے بس لوگوں کی جتنا ہو سکے مدد کیجیے۔ بیماروں کو دوا لے کر دے سکتے ہیں تو دوا لے دیجیے، بھوکوں کو کھانا کھلا سکتے ہیں تو کھانا کھلا دیجیے، کسی ٹھٹھرتے شخص کو گرم لباس لے دیجیے، کسی بے روزگار کو ملازمت تلاش کر دیجیے، کسی بے علم کو علم کے نور سے منور کر دیجیے، کسی معذور کی مدد کر دیجیے، نابینا کا ہاتھ پکڑ کر اس کے مقام تک چھوڑ آیئے، غرضیکہ آپ جو خدمت کسی شخص کی کر سکتے ہیں؛ ضرور کیجیے۔ اس سے اللہ بھی راضی ہوگا، لوگ بھی خوش ہوں گے اور رسولِ کریم ﷺ کے ساتھ محبت کا عملی مظاہرہ بھی ہوگا۔

⑮ بے مثال عدل کا عملی مظاہرہ:

قیامِ عدل کی مثال نبی کریم ﷺ کے اس عمل سے بڑھ کر کیا ہو سکتی ہے کہ جب ایک مخزومیہ عورت نے چوری کر لی تھی تو قریش کے لوگوں نے اس کا ہاتھ نہ کاٹے جانے کی سفارش کے لیے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا، جب انہوں نے اس بارے میں آپ ﷺ سے بات کی تو آپ سخت غصے میں آ گئے اور فرمایا:

((أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ؟!))

کیا تم اللہ تعالیٰ کی (قائم کردہ) حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کر رہے ہو؟!

پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے، خطبہ دیا اور فرمایا:

((إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمْ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمْ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَأَيْمُ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا)).

''تم سے پہلے لوگ صرف اسی وجہ سے ہلاک ہوگئے کہ جب ان میں کوئی با اثر شخص چوری کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے لیکن جب ان میں کوئی کمزور شخص چوری کرتا تو وہ اس پر حد قائم کرتے، اور ہاں؛ اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنتِ محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹتا۔''

صحيح البخاری، كتاب الحدود، باب كراهة الشفاعة فی الحد اذا رفع الی السلطان، ح: 3475 ـ صحيح مسلم، كتاب الحدود، باب قطع السارق الشريف، ح: 1688

اگر ہم سب انفرادی اور اجتماعی طور پر عدل کا ایسا ہی نظام قائم کر لیں تو یقیناً نہ صرف جرائم کا خاتمہ ہوسکتا ہے بلکہ اللہ کی طرف سے رحمتوں اور برکتوں کا نزول بھی ہوگا، کیونکہ جہاں سے ظلم کا خاتمہ اور عدل کا قیام ہو جاتا ہے وہاں رحمتِ خداوندی نچھاور ہوتی ہے اور لوگوں پر پڑی ہوئی ہر طرح کی رُسوائی چھٹ ہو جاتی ہے۔

خطبہ رائٹر	خطبہ حاصل کرنے کے لیے	تاثرات اور مشورہ کے لیے
حافظ فیض اللہ ناصر	03034125519	حافظ شفیق الرحمٰن زاہد (مدیر)
03214697056	03014843312	03015989211
	03424449009	

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com